مجتہد کا معیار

قانون اپنے ارتقا میں جس تدریجی تسلسل اور جس منطقی ربط کو چاہتا ہے اسے برباد کر دینے کا نام اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ ایسا اجتہاد تو اس کی جڑیں کھود کے رکھ دے گا.... اجتہاد کے لیے بہرحال معتمد علیہ شخصیتوں کی ضرورت ہے.... اجتہادی فیصلے صرف ایسے لوگوں کے ذریعے ہونے چاہییں جو حسب ذیل پہلوؤں سے ملّت کا اعتماد حاصل کرسکیں: — ان کی علمی استعداد کے بارے میں یہ اطمینان پایا جانا چاہیے کہ یہ قانونِ شریعت کے پورے سسٹم کو جڑ سے لے کر کونپلوں تک سمجھتے ہیں اور ان کا باہمی ربط جانتے ہیں اور پیش آمدہ مسائل میں ماہرانہ راے دے سکتے ہیں — ان کے کردار کے بارے میں عوام کو یہ بھروسا ہونا چاہیے کہ ان کے اندر دین اور اس کے قانون سے انحراف کا جذبہ کارفرما نہیں ہے، یہ شریعت کے اندر اپنی اغراض و اہوا کو دخیل کرنے والے نہیں ہیں اور ان کے کچھ اپنے طبقاتی اور گروہی تقاضے ایسے نہیں ہیں کہ جن کو یہ خدا اور رسولؐ کا نام لے لے کر اجتہاد کے عنوان سے ہمارے سر منڈھ دیں — ان کی ذہنی و فکری ساخت کے بارے میں عام مسلمانوں کے اندر یہ اندیشہ موجود نہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی غیر اسلامی فکر و تہذیب سے مرعوب اور کسی کافرانہ نظامِ قانون کے مفتوح ہیں اور وہ اجتہاد کی مسند پر بیٹھ کر شریعت کے ڈھانچے میں اجنبی اور متضاد نظریات، اصول اور جزئیات کو داخل کر دیں گے اور اسلامی قانون میں تحریف کر ڈالیں گے....

صحیح طریق کار یہ ہے کہ ہم اپنے اندر سے ایک طرف ایسے معتمد علیہ علما کو لیں جو اسلامی قانون کے ماہرانہ علم کے ساتھ جدید حالات و ضروریات کا شعور رکھتے ہوں اور دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقے میں سے ایسے مخلص افراد کو چھانٹ لیں جو دورِ حاضر کے مسائلِ حیات کا تحقیقی مطالعہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام سے وفاداری رکھتے ہوں اور کم سے کم اسلامی قانون کے عناصر ترکیبی اور ان کے باہمی ربط اور ان میں سے ہر ایک کی قدر و قیمت کو جانتے ہوں۔ دونوں صفوں میں سے وہی لوگ اس نازک فریضے کو سرانجام دینے کے لیے مفید ثابت ہوسکتے ہیں جو انتہا پسندانہ ذہن کے ساتھ باہم دگر نفرت اور کش مکش رکھنے کے بجاے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے اہل ہوں۔

('اشارات'، نعیم صدیقی، ترجمان القرآن، جلد ۴۶، عدد ۶، ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، اگست ۱۹۵۶ء، ص ۱۳-۱۶)